جناب پروفیسر محمد سلیمان اظہر ایم اے
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

آخری قسط

شیخ الکل کا سفر حج اور مقلدین کا متحدہ محاذ

مقدمے کی یہ روائیداد مخالفین نے توڑ پھوڑ کر اور مسخ کر کے مختلف اخباروں میں چھپوائی جن میں نور الانوار کانپور، مشیر قیصر لکھنو، اکمل الاخبار دہلی، کاشف الاخبار بمبئی، خیر خواہ عالم دہلی، مظہر العجائب مدراس کارنامہ لکھنو، جام جہاں نما کلکتہ، مہر نیم روز بجنور، عین الاخبار مراد آباد، ہزار داستان حیدر آباد دکن، دار السلطنت کلکتہ، طوطی ہند میرٹھ۔ کوہ نور لاہور، خیر خواہ اسلام، حیدر آباد دکن، نیر اعظم مراد آباد، ریاض الاخبار گورکھپور، ارمغان بمبئی احسن الجرائد مدراس وغیرہ شامل ہیں، آخر الذکر چار اخبارات میں واقعات تقریباً درست بتائے گئے جبکہ باقی میں حقائق کا مذاق اڑایا گیا تھا، ان کے علاوہ اشتہارات بھی شائع ہوئے مثلاً اشتہار نامزد مطبع میر یہ مکہ، اشتہار مطبوعہ نصرت الاخبار دہلی، اشتہار مطبوعہ رپن پریس کلکتہ اور اشتہار مطبوعہ انوار محمدی لکھنو شامل ہوئے۔

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ ان مخالفین نے جو رپورٹیں اخبارات میں شائع کروائیں وہ باہم کس طرح مختلف ہیں۔ مثلاً گرفتاری کیلئے جانے والے سپاہیوں کی تعداد بعض اخبارات نے چھ بتائی ہے (نور الانوار، مشیر قیصر) اور بعض نے ۸ بتائی ہے (دار السلطنت کلکتہ ۸ دسمبر ۱۸۸۳ء)

ملزمین کی تعداد نور الانوار اور مظہر العجائب میں سید صاحب کے علاوہ چھ بتائی گئی ہے اور کشف الاخبار بمبئی و اکمل الاخبار دہلی میں ۱۷ بتائی گئی ہے۔

صورت مؤاخذہ بعض اخبارات مثل نور الانوار، مشیر قیصر، کارنامہ، مظہر العجائب میں صرف حوالات میں بند رکھنا بتایا ہے اور عین الاخبار میں مقید ہونا اور جام جہاں نما میں زدوکوب کا بھی ذکر ہے ... کارنامہ، مظہر العجائب، مشیر قیصر میں سبب مؤاخذہ، عقائد وہابیہ، اور ترک تقلید بتایا گیا۔ جو آپ کی تلاشی کے دوران حاصل شدہ

ایک رسالے سے ثابت ہوتے جس کا ترجمہ مولوی رحمت اللہ کیرانوی نے کر کے پیش کیا۔ اکمل الاخبار ۱۵ر جنوری ۱۸۸۴ء میں سبب مؤاخذہ حرم ہی کا ایک واقعہ تھا جس میں آپ نے ایک جلسہ میں اپنے عقاید بیان کیے تھے۔ نیز وہاں روشنی حرم اور درود وغیرہ پر اعتراض کئے تو مؤاخذہ ہوا۔

فیصلہ:

نورالانوار، عین الاخبار، مشیر قیصر، مظہر العجائب، سلطان الاخبار کے مطابق مولانا سید نذیر حسین نے اپنے عقائد سے رجوع کیا اور کلمہ شہادت پڑھا اور توبہ نامہ کہہ دیا جس پر رہائی ملی۔

نورالانوار، عین الاخبار کی دوسری روایت کے مطابق رہائی کے بعد گھر جا کر چار سپاہیوں کے بدست توبہ نامہ لکھ کر روانہ کیا۔ بعض اخبارات کے مطابق مولوی رحمت اللہ کی ضمانت عارضی رہائی کا باعث ہوئی اور مقدمہ کی کارروائی واپسی از مدینہ تک رکی رہی۔

"دارالسلطنت کلکتہ" نے آپ کی مدینہ روانگی بھی دو سپاہیوں کی حراست میں لکھی ہے۔

کشف الاخبار نے لکھا کہ مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ نہیں آئے بلکہ بالا بالا مقام رابغ سے جدہ چلے گئے۔ کیونکہ اگر مکہ آتے تو مؤاخذہ کا ڈر تھا (ہم حیران ہیں کہ وہ دو سپاہی کہاں سو گئے تھے)

توبہ نامہ:

اس کا معاملہ تو خود غلط، انشا غلط، املا غلط کا معاملہ ہے۔ جن امور کا آپ کو ملزم ٹھہرایا گیا تھا، توبہ نامے میں جو مخالفین پیش کرتے ہیں ان کا ذکر تک نہیں ہے۔ مخالفین کا پیش کردہ توبہ نامہ جو اشتہار میریہ مکہ میں شائع ہوا ہے:

"ان السید المولوی محمد نذیرحسین والحاج المولوی سلیمان احضرا فی المملکۃ العالیۃ واستتابا عن العقیدۃ الضالۃ الجدیدہ الطریقۃ الوھابیہ۔"

یہ تحریر تو سید نذیر حسین کی نہیں ہو سکتی بلکہ کسی دوسرے کا ان کے متعلق بیان ہو سکتا ہے۔ اسے سید صاحب کا توبہ نامہ کوئی احمق ہی قرار دے سکتا ہے۔ پھر اس میں ان الزامات کا کہاں ذکر ہے جو ان پر لگائے گئے تھے۔ کہ آپ خالہ، پھوپھی سے نکاح جائز سمجھتے ہیں اور مالِ تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں سمجھتے اور سور کی چربی کو حلال سمجھتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک توبہ نامہ ہم اکسیر اعظم کے حوالے سے کسی جگہ درج کر آئے ہیں۔ یہ دونوں آپس میں کس قدر مختلف ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیجیے کہ مخالفین کو اپنے سر پیر کی ہوش کس طرح بھولی ہوئی ہے۔

لیکن مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:

"ایک اور پہلو بھی قابلِ ذکر ہے کہ جس طرح اس طرف سے غلط بیانی کی گئی اسی طرح مولانا نذیر حسین مرحوم کے طرفداروں اور نادان معتقدوں نے یہ سمجھ کر کہ گرفتاری ان کے لئے موجب توہین ہے، اس کے واقع ہونے سے ہی انکار کر دیا اور کہنا شروع کر دیا کہ یہ خبریں محض غلط ہیں۔ حالانکہ مولانا نذیر حسین مرحوم کا گرفتار ہونا ایک ایسے مرکز میں جیسا مکہ ہے نہ صرف موجب توہین نہیں ہے بلکہ قدرتی ہے۔" (آزاد کی کہانی ص ۱۰۷، ۱۰۸)

اس کے بعد لکھتے ہیں؛

"ایک توبہ نامہ بھی مولانا نذیر حسین مرحوم کا بعض رسالوں میں میری نظر سے گذرا ہے اور وہ مباحثہ مرشد آباد میں پیش بھی کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے فرضی ہونے پر میں ایسی شہادتیں رکھتا ہوں۔ جس سے زیادہ قابلِ اعتبار شہادتیں اور نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ جو تحریر مولانا نذیر حسین نے دی تھی وہ بارہا والد مرحوم نے مجھے حرف بحرف سنائی ہے جس کا ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں فتنہ سے بچنے کیلئے ایجابی طور پر جس وضاحت سے انہیں اپنے عقاید بیان کرنا چاہیئے تھا اس سے انہوں نے گریز کی۔ لیکن منفی طور پر انہوں نے اپنے اصلی عقائد سے ہرگز انکار نہیں کیا۔ اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے جو انہیں وہاں پیش آئے تھے، ان کے اس تسامح کو بھی کوئی قابلِ الزام کمزوری نہیں قرار دے سکتا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ حریف کے ساتھ بحث و جدال میں اتر آتے تو نتیجہ نہایت ہولناک ہوتا" (آزاد کی کہانی ص۱۱۰)

نتیجہ کیا ہوتا؛ وقت کے سب سے بڑے عالم کے سامنے بحث میں یہ لوگ ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ اپنے مقصد کو ختم ہوتا دیکھ کر قتل کی سازش کرتے اور کتاب و سنت کا ترجمان ہمیشہ کیلئے خاموش ہو جاتا۔

جس مباحثہ مرشد آباد کا ذکر ہوا ہے وہ مقام گورا بازار ضلع مرشد آباد میں مارچ ۱۸۸۵ء ۱۳۰۵ھ میں ہوا تھا۔ موضوع بحث مسئلہ وجوب تقلید شخصی تھا۔ یہ مناظرہ کئی دنوں تک ہوتا رہا۔ فریقین کے اکابر علماء کا اجتماع تھا[1]

---

[1] مناظرہ کے دوران وہاں مولانا ابراہیم آروی، مولانا عبداللہ غازی پوری، مولانا محمد سعید بنارسی اور مولانا محمد منگل کوٹی بھی موجود تھے۔ احناف کے پہلے مناظر مولوی کریم بخش تھے۔ ان کے علاوہ ملا عارف، مولوی لطف الرحمان اور مولوی سعد الدین بھی کلام کرتے رہے۔ تیسری مجلس میں مولوی ہدایت اللہ رامپوری مدرس جونپور (حنفی) تار دیکر بلائے گئے۔ ان کے شاگرد مولوی شیر علی بھی ساتھ تھے۔ اس کے بعد مولوی عبدالحق حقانی کو تار دیکر دہلی سے بلایا گیا۔ مناظرہ کی روئیداد ۳۴ صفحات میں مطبع سعیدی کلکتہ سے شائع ہوئی۔

اہلحدیث کی طرف سے اول تا آخر مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی ہی مناظر رہے۔ مگر احناف کے مناظر بدلتے رہے پہلے مولانا ہدایت اللہ خان صاحب جونپوری، مولانا کریم بخش صاحب کلکتہ، مولوی شبیر علی صاحب، ملا عارف ولایتی باری باری سامنے آتے رہے۔ آخر میں مولانا عبدالحق صاحب (تفسیر حقانی والے) دہلی سے پہنچے اور انہی نے یہ توبہ نامہ پیش کیا تھا۔ جس کے جواب میں مولانا رحیم آبادی نے فرمایا:

"ہمارے مخاطب نے کہا ہے کہ ان لوگوں کے استاد مولانا سید محمد نذیر حسین نے مکہ معظمہ میں توبہ کی ہے . . . . اصل حال یہ ہے کہ دلیل دینے و مباحثہ کرنے میں جب یہ لوگ بر نہیں آتے تو جھوٹ بول کر، بہتان باندھ کر بازی لے جانا چاہتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ رسول ؐ کی عظمت نہیں کرتے، محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین نہیں جانتے، سؤر کی چربی حلال جانتے ہیں، خالہ پھوپھی سے نکاح جائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہم لوگ ایسے عقیدہ و مذہب والے کو کافر جانتے ہیں۔ پہلے مشہور کر دیا، اخباروں میں چھاپ دیا کہ مولانا نذیر حسین صاحب قتل کیے گئے پھر مشتہر کیا گیا کہ وہ مکہ معظمہ میں قید ہیں۔ جب جناب مولانا سفرِ حج سے واپس آئے اور یہ لوگ صاف طور سے جھوٹے بن گئے تو یہ توبہ نامہ جعلی بنا کر مشتہر کر دیا جس کی عربی تک صحیح نہیں اور دفتر وہاں کا ترکی زبان میں ہے اور یہ عربی میں، اور اس پر مہر وغیرہ ندارد۔ اس کی تکذیب کے واسطے اہلحدیث نے خاص دفتر سے وہاں کے پروانہ حاکم جو مزین بہ مہر و دستخط ہے، اس کا فوٹو گراف وغیرہ منگوا کر ان کو جھوٹا ثابت کر دیا۔ وہ فوٹو گراف لبعینہٖ موجود ہے (حضور ثالثی میں پیش کیا گیا)" (رودادِ مناظرہ، مرشد آباد ص ۲۷، ۲۸)

جعلی توبہ نامہ عربی زبان میں تھا اور عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ترک پاشا کی تحریر ہے۔ اس زمانہ میں مکہ کا دفتر سرکار ترکی زبان میں کاروبار کرتا تھا۔ اگر عبارت پاشا کی طرف سے ہوتی یا دفتری کارروائی ہوتی تو توبہ نامہ ترکی میں ہوتا۔ اگر کسی عرب یا میاں صاحب سے بذات خود لکھوایا گیا ہوتا تو عربی غلط نہ ہوتی۔ پھر اس پر نہ کوئی سرکاری مہر تھی نہ دستخط۔ اس کے مقابلے میں اصل تحریر جس کی فوٹو گراف پیش کی گئی وہ سرکاری دفتر سے حاصل کی گئی تھی جس پر پاشا کے دستخط اور مہر موجود ہیں۔

جو تحریر میاں صاحب نے دی تھی اس میں غیر مقلد ہونے سے توبہ نہیں تھی نہ ہی وہابیت ترک کرنے کا اقرار تھا بلکہ:

"پاشا نے پوچھا "کیا آپ معتزلی ہیں"؟ میاں صاحب نے جواب دیا "نہیں"! پوچھا "آپ اعتزال کو کیا سمجھتے ہیں"؟ آپ نے کہا "بہت برا"! تب پاشا نے کہا کہ "اچھا اعتزال سے تحریری توبہ کیجئے"!

. . . کچھ دیر کی ردّ وکد کے بعد میاں صاحب نے اپنا دستخط کر دیا اور لکھ دیا کہ "میں معتزلی نہیں ہوں اور اعتزال سے توبہ کرتا ہوں" (الحیات ص۹)

اسی جگہ کتاب کے حاشیے میں مولوی فضل حسین نے میاں صاحب کا ایک خط درج کیا ہے جو فرخ آباد کے مولوی سید عبدالعزیز کو لکھا تھا:

"الحمد للہ! میں سفرِ حجاز سے واپس آیا۔ نصرۃ السنۃ نے جو کچھ چھاپا ہے وہ صحیح کیفیت سمجھو، برادرانِ ہند کی عنایت تھی، میرا جو اعتزاز و تعظیم عرب میں ہوا اس کا شکریہ بجناب باری تعالیٰ کرتا ہوں۔ بیشک سعایت منافقین و معاندین سے مجھے ابتدًا بہت دشواریاں پیش آنا محسوس ہوئیں مگر الحمد للہ کہ وہ بالکل کچھ نہ تھیں۔ یہ تم پر ظاہر ہے کہ میں معتزلی نہیں۔ پس مجھ پر کیا منحصر ہے بلکہ تمام مسلمین پر اس سے توبہ کرنا واجب ہے، میں نے بھی توبہ کی۔ عرب میں اعتزال کو بہت برا سمجھتے ہیں اور فی الواقع وہ بری چیز بھی ہے" (الحیاۃ ص۱۷۹ حاشیہ)

توبہ نامہ کی حقیقت آپ نے ملاحظہ فرمالی، میاں صاحب نے توبہ اعتزال سے کی (بلا ارتکاب جرم صرف دفع فتنہ کیلئے)، ہندوستان میں عدم تقلید اور وہابیت سے توبہ کا افسانہ تراشا گیا، جعلی توبہ نامہ تیار کیا گیا، مولوی فضل حسین صاحب بھی اسے اصلی قرار دینے پر مصر ہیں (لیکن اپنی ہی عبارات اس کی تغلیط کرتی ہیں) مولانا رحیم آبادی وغیرہ نے اصلی توبہ نامہ کا عکس منگوا کر مخالفین کا منہ بند کر دیا۔ مولانا ابو الکلام بھی (جن کے والد اس واقعہ میں پیش پیش تھے) اس ہندی توبہ نامہ کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ میاں صاحب نے اعتزال سے توبہ کی۔ جب جرم ہی نہ کیا ہو تو توبہ کی کیا حیثیت ہے؟ یہی بات ہمیں پاشا مکہ کی اس چٹھی سے معلوم ہوتی ہے جو اس نے اپنے مدنی معاصر کو لکھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتزال سے توبہ بھی مخالفین کا منہ بند کروانے کے لئے کروائی گئی تھی۔ ورنہ خود پاشا مکہ کو آپ کی بے گناہی کا یقین ہو گیا تھا۔ یہ خط "الحیاۃ بعد المماۃ" کے صفحہ ۹۴ پر مرقوم ہے اور صاحب اکمل البیان حافظ عزیز الدین مراد آبادی کہتے ہیں کہ اس کا فوٹو ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم اسے اکمل البیان صفحہ ۶۶، ۶۷ سے نقل کرتے ہیں۔ خط ترکی زبان میں ہے:

"مدینہ منورہ محافظین علیہ سنہ سعادتلو آفندم حضرتلری علمائے ہندیہ نذیر حسین اجلہ تلامیذ مذن بر نفرز حقندہ کندی ہمشہری بر طرفندن اسناد اعتزال اولمغلہ مکہ مکرمہ چہ کندلری بالمؤاخذہ تحقیقات ایں جانن اجرا قلمنش و فقط اسناد واقع مذکور دن موحی الیہما نن برائتلوی ثابت اولمش اولدیغندن اواچہ وہ شاید مقلرندہ بولیولدہ بر سوزا بلدیلہ جک اولدر الیہ برایت ذمقلدی معلوم اولمق اوزرہ بیان کیفیہ ابتدار قلندی اولیابدہ امر و ارادہ آفندم حضرتلری

نندرانی ۲۶ ر ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ دنی ۱۶ تشرین اول ۹۹ والی و تومان دار حجاز مکہ مکرمہ و من السید عثمان نوری ۱۲۸۹ انتہی دستخط بصورت طغری "۔

ترجمہ: " مدینہ منورہ کے محافظین علیہ کو سعادت مآب حضرت صاحب من ہند کے علماء سے نذیر حسین اور ان کے شاگردوں سے ایک شخص کے حق میں جو ان کے ہم وطنوں کی طرف سے نسبت اعتزال ہوا تھا سو مکہ مکرمہ میں مؤاخذہ ہو کر ضروری تحقیقات ان کی کی گئی۔ لیکن چونکہ نسبت واقعہ مذکورہ سے، مومی الیہما کی بری الذمتی ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے اس جگہ بھی اگر ان کے حق میں اس قسم کی کوئی بات کہی جاوے تو بری الذمتی ان کی معلوم ہونے کیلئے اس کیفیت کے بیان کو ابتدار کہا گیا ہے۔ اس بات میں امر و الا حضرت صاحب من کا ہے "۔ السید عثمان نوری ۱۲۸۹ گورنر و کمانڈر انچیف حجاز از مکہ مکرمہ تاریخ ۲۶ ر ذی الحجہ ۱۳۰۰)

اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ صرف اعتزال کے گرد گھوم رہا تھا، ترکوں کو معتزلہ سے نفرت تھی یا وہابیہ سے، اس لئے میاں صاحب کو وہابی کہا گیا۔ آپ نے صحیح عقاید بیان کئے تو پھر معتزلی ہونے کا اضافہ تراشا گیا جس میں آپ بری الذمہ ثابت ہوئے اور مخالفین کے منہ پر خاک پڑی۔

اس طرح یہ فاتح حصارِ تقلید اپنے معبودِ حقیقی کے گھر اور اپنے نانا کی مسجد کی زیارت کر کے اللہ کی حفظ و امان میں واپس پہنچا۔ جب ریلوے سٹیشن دہلی پر ان کی ٹرین پہنچی تو صاحب الحیاۃ بعد الممات لکھتے ہیں کہ استقبالیہ ہجوم کے باعث پلیٹ فارم پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ پلیٹ فارم ٹکٹ ختم ہو چکے تھے اور کارپردازانِ سٹیشن حیران تھے کہ یا الٰہی یہ کون ہستی ہے جس کے استقبال کیلئے اس قدر ہجوم ہو گیا ہے جتنا کبھی دیکھا تھا نہ سنا۔ اس ہجوم میں عوام بھی تھے، علمائے عصر بھی تھے، امراء بھی تھے اور نواب بھی۔ راستہ ملنا مشکل ہو گیا تھا۔ آخر بعض خواص نے آپ کو اپنے حلقہ میں لیکر ہجوم میں راستہ بنایا اور کئی گھنٹوں میں گھر تک رسائی ہو سکی۔ اور وہ لوگ جنہوں نے حرمین میں آپ کے قتل اور عمر قید کی افواہیں پھیلا رکھی تھیں بغلیں جھانکنے لگے۔ اور یہ مرد درویش کچھ اس طرح پھر سے اپنے پرانے بوریے پر بیٹھ کر قال اللہ و قال الرسول کا درس دینے میں مصروف ہو گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

آپ نے معاندین کو منہ تک نہیں لگایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ جہالت کی بنا پر ہوائے نفس سے مجبور ہو کر یہ سارا کھڑاگ رچائے ہوئے ہیں۔ علم و دیانت کی بات ہوتی تو "معیار الحق" کی طرح آپ ضرور جواب دیتے لیکن جب معاملہ صرف تعصب اور ہٹ دھرمی ہی کا ہو تو قرآن مجید کا ارشاد "واعرض عن الجاھلین" ہی سب سے عمدہ طرزِ عمل ہے۔ شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے "حجۃ الحسین علیٰ نذیر الحسین" جیسی کتابیں لکھ کر آپ کو بھڑکانے

کی کوشش کی لیکن دنیا جانتی ہے کہ خاں صاحب اور سید صاحب کا کیا مقابلہ۔ سید صاحب تو ۱۸۴۲ء میں مسندِ درس پر متمکن ہو چکے تھے اور خاں صاحب ۱۸۵۶ء میں عدم سے وجود میں تشریف لا رہے تھے۔ اور جب خاں صاحب تتلا تتلا کر بات کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے، سید عبد اللہ غزنوی جیسے عرفا میاں صاحب کے آگے زانوئے تلمذ تہ کر رہے تھے۔ گویا خان صاحب تو میاں صاحب کے طبقہ تلامذہ سے بھی نچلے طبقہ کے فرد ہیں۔ انہیں منہ لگانا میاں صاحب کے لئے کسی طرح روا نہ تھا۔ ہاں جب مرزا صاحب نے میاں صاحب کے نانا کی مسند پر براجمان ہونے کی کوشش کی اور ختم نبوت کا محل مسمار کرنے کے ناپاک عزائم کا اظہار کیا تو پھر میاں صاحب میدان میں آ گئے اور مرزا صاحب پر سب سے پہلا فتویٰ تکفیر جو سینکڑوں صفحات کی علمی بحث پر مشتمل ہے میاں صاحب نے ارشاد فرمایا اور اس وقت علماء دیوبند اور علماء بریلی جو میاں صاحب کو نقصان پہنچانے یا عدم تقلید کا "فتنہ" فرو کرنے کیلئے بہت زیادہ سرگرم عمل تھے، اب تصویر حیرت بنے ہوئے لبِ بام کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے جب کہ خلیلِ وقت آتشِ نمرود میں بلا خوف و خطر کود چکا تھا۔ یہ تفصیلات "الاسلام" لاہور کے جولائی اگست ۱۹۷۶ء کے شماروں میں شائع شدہ ہمارے طویل مضمون میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

قصہ مختصر، ہمارا موضوع تو حضرت شیخ الکل کا سفرِ حج ہے، جس سے بخیریت آپ ہند واپس پہنچ گئے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ نے سفرِ حج کے دوران اذیتیں والے اپنے ہندی رفیقانِ سفر کے ساتھ کیسا سلوک کیا جبکہ واپس آ کر انہیں اپنے مریدوں کے ہاتھوں ایذا پہنچا سکتے تھے، بد دعا کر کے بدلہ چکا سکتے تھے۔ لیکن جانتے ہیں یہاں آ کر کیا کیا؟

سنیئے! کانپور کا ایک شخص سفرِ حج میں میاں صاحب کے ساتھ تھا۔ یہ آپ کا شدید دشمن تھا اور ایذا رسانی میں پیش پیش، واپس آ کر ایک دفعہ وہ دہلی میں میاں صاحب کے پاس آیا، آپ نے اسے پہچان لیا اور انتہائی عزت و تکریم کی، اس کا حال اور وجہ آمد دریافت کی۔ کہنے لگا مجھے نواب رامپور سے کام ہے۔ آپ سے نواب کے نام سفارشی خط لینے آیا ہوں۔ آپ نے خط لکھ دیا جسے مولوی تلطف حسین نے دیکھ لیا جو سفرِ حج میں میاں صاحب کے خادم تھے اور وہاں کی زیادتیوں کے عینی شاہد۔ انہوں نے خط چھین کر پھاڑ دیا اور میاں صاحب کو اس کی دشمنی کے واقعات سنائے ـــــ غور فرمائیے کہ معاملہ کیا ہے، دشمن سفارشی خط مانگ رہا ہے، اسے ڈانٹ دینا چاہیئے تھا، لیکن کمال عالی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خط لکھ دیا ہے۔ شاگرد نے پھاڑ دیا ہے۔ اب شاگرد کو ڈانٹنا چاہیئے یا اس کا ہم نوا ہو کر دشمن کو جھڑک دینا چاہیئے ـــــ جانتے ہیں میاں صاحب نے کیا کیا؟ ـــــ نہ دشمن کو مایوس کیا نہ شاگرد کو زجر و توبیخ کی ـــــ مولوی تلطف حسین

کے چلے جانے کے بعد رامپوری سے فرمایا "فکر نہ کر، کل میرے گھر آجانا میں خط لکھ کر دے دوں گا"۔ اگلے روز وہ مسجد کی بجائے گھر پہنچا اور خط حاصل کر لیا ــــ کیا "والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" اسی کو نہیں کہتے ــــ؟

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
- میسرز خلیق نیوز ایجنسی، موڑ ایمن آباد۔ضلع گوجرانوالہ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، بازار ناندلیانوالہ ضلع لائلپور۔
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا، تحصیل وضلع راولپنڈی۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب، خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
- کتب خانہ وہابیہ، ۳۰۔ النور مارکیٹ، اردو بازار گوجرانوالہ۔
- منشا بک سٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان۔
- حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور، تحصیل بازار، بہاولنگر
- مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹، سرگودھا۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد امین پور بازار، لائلپور۔
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب، پاک دواخانہ بہاولنگر روڈ، قبولہ ضلع ساہیوال۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس، چمن بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔